THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

قرآن کا انسان اور جدید دنیا کا انسان
ایک تحقیقی و فکری مطالعہ

ڈاکٹر محمد عمران فرید
گورنمنٹ گریجوایٹ کالج شاہ پور صدر ضلع سرگودھا
شعبہ فارسی
Imranfarid32@gmail.com

Abstract:
This research paper presents a comparative and analytical study of the concept of the human being in the Qur'an and the dominant understanding of humanity in the modern world. The Qur'anic perspective does not regard human beings merely as biological, economic, or social entities; rather, it presents them as honored servants of Allah, morally responsible beings, trustees on earth, and travelers toward the Hereafter. In contrast, modern civilization, despite its remarkable achievements in science, technology, medicine, communication, artificial intelligence, and material prosperity, has also produced challenges such as loneliness, purposelessness, consumerism, moral uncertainty, psychological pressure, weakening family relationships, and spiritual dissatisfaction.
The study examines major dimensions of human existence, including the purpose of life, human dignity, freedom, responsibility, knowledge, time, technology, materialism, social relationships, individual and collective responsibility, and the relationship between this world and the Hereafter. It argues that the Qur'anic worldview does not oppose scientific or technological advancement; rather, it emphasizes that knowledge, power, wealth, and technology should remain subject to ethical responsibility and a higher moral purpose. The Qur'anic concept of the ideal human being integrates faith, knowledge, righteous action, character, responsibility, self-discipline, and accountability before Allah.
The study further highlights the balance between worldly life and the Hereafter and demonstrates that the fundamental issue confronting modern humanity is not development itself but the direction, purpose, and moral framework of development. The Qur'anic model therefore offers a comprehensive vision of human flourishing in which material progress is harmonized with spiritual development, moral character, social responsibility, and ultimate accountability.

Keywords:
Qur'anic Concept of Man; Modern Human Being; Islamic Worldview; Human Dignity; Purpose of Life; Human Freedom; Moral Responsibility; Spirituality; Modernity; Consumerism; Technology and Ethics; Artificial Intelligence; Human Development; Individual and Social Responsibility; World and Hereafter; Faith and Character.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

خلاصہ:

زیرِ نظر تحقیقی مقالہ **"قرآن کا انسان اور جدید دنیا کا انسان "** میں قرآنِ مجید کے تصورِ انسان اور جدید دنیا میں رائج انسانی تصور کا تقابلی و تحلیلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید انسان کو محض ایک حیاتیاتی، معاشی یا سماجی وجود نہیں سمجھتا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی مکرم مخلوق، اس کا بندہ، زمین پر ذمہ دار و امانت دار اور آخرت کی جواب دہی رکھنے والا انسان قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس جدید دنیا نے سائنس، ٹیکنالوجی، طب، مواصلات، مصنوعی ذہانت اور مادی آسائشوں کے میدان میں غیر معمولی ترقی حاصل کی ہے، تاہم اس ترقی کے ساتھ تنہائی، بے مقصدیت، صارفیت، اخلاقی انتشار، ذہنی دباؤ، خاندانی کمزوری اور روحانی تشنگی جیسے مسائل بھی نمایاں ہوئے ہیں۔

مقالہ انسانی زندگی کے مقصد، انسانی وقار، آزادی، ذمہ داری، علم، وقت، ٹیکنالوجی، مادیت، معاشرتی تعلقات، فرد و معاشرے کی ذمہ داری اور دنیا و آخرت کے باہمی تعلق جیسے بنیادی موضوعات کا جائزہ لیتا ہے۔ تحقیق واضح کرتی ہے کہ قرآن جدید سائنس یا ٹیکنالوجی کی مخالفت نہیں کرتا، بلکہ علم، طاقت، دولت اور ٹیکنالوجی کو اخلاقی ذمہ داری اور اعلیٰ انسانی مقصد کے تابع رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن کے مطلوب انسان کی تشکیل ایمان، علم، عملِ صالح، کردار، ذمہ داری، خود احتسابی اور اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی کے جامع تصور سے ہوتی ہے۔

مقالہ اس امر کو بھی واضح کرتا ہے کہ اصل مسئلہ ترقی نہیں بلکہ ترقی کی سمت، مقصد اور اخلاقی بنیاد ہے۔ قرآنی تصورِ انسان مادی ترقی کو روحانی بالیدگی، اخلاقی کردار، معاشرتی ذمہ داری اور آخرت کی جواب دہی کے ساتھ مربوط کرتا ہے۔ یوں قرآن انسان کو ایسی متوازن زندگی کی دعوت دیتا ہے جس میں دنیاوی کامیابی محض حصولِ مال و وسائل تک محدود نہ ہو بلکہ ایمان، کردار، مقصدِ حیات اور انسانی ذمہ داری کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔

کلیدی الفاظ:

قرآنی تصورِ انسان، جدید انسان، اسلامی تصورِ حیات، انسانی وقار، مقصدِ زندگی، انسانی آزادی، اخلاقی ذمہ داری، روحانیت، جدیدیت، صارفیت، ٹیکنالوجی اور اخلاقیات، مصنوعی ذہانت، انسانی ترقی، فرد و معاشرہ، دنیا و آخرت، ایمان و کردار۔

تمہید

انسان ہمیشہ سے فکر و فلسفے کا بنیادی موضوع رہا ہے۔ انسان کون ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اسے آزادی کہاں تک حاصل ہے؟ کامیابی کا معیار دولت، طاقت، علم اور آسائش ہے یا کچھ اور؟ یہ سوالات قدیم بھی ہیں اور آج بھی پوری شدت کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہیں۔

جدید دنیا نے انسان کو بے مثال سائنسی ترقی، مواصلاتی ذرائع، طبّی سہولتوں، مصنوعی ذہانت اور بے شمار مادی آسائشوں سے نوازا ہے؛ لیکن اسی کے ساتھ انسان کے سامنے تنہائی، بے مقصدیت، اخلاقی انتشار، صارفیت، ذہنی دباؤ، خاندانی کمزوری اور روحانی تشنگی جیسے مسائل بھی موجود ہیں۔ اس لیے بنیادی سوال یہ نہیں کہ جدید دنیا نے انسان کو کیا دیا؟ بلکہ یہ ہے کہ اس ترقی کے مرکز میں انسان کا تصور کیا ہے؟ قرآن انسان کو محض ایک حیاتیاتی وجود یا معاشی اکائی نہیں سمجھتا، بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی مخلوق، مکرم بندہ، ذمہ دار اخلاقی وجود اور زمین پر امانت دار حیثیت رکھنے والی مخلوق کے طور پر پیش کرتا ہے۔

۱۔ قرآن کے نزدیک انسان: تخلیق کا مقصد

قرآن انسان کی زندگی کو بے مقصد قرار نہیں دیتا:

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ۔ (سورۃ المؤمنون: ۱۱۵)

"کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟"

یہ آیت قرآن کے تصورِ انسان کی بنیاد واضح کرتی ہے: انسان کی زندگی حادثاتی اور بے مقصد نہیں؛ اس کے وجود کے پیچھے ایک غایت ہے اور اس کا سفر اللہ تعالیٰ کی طرف واپسی پر منتج ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن ایک دوسرے مقام پر یوں بیان کرتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ (سورۃ الذاریات: ۵۶)

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔"

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

یہاں عبادت کا مفہوم صرف چند مخصوص مذہبی اعمال تک محدود نہیں؛ اسلامی تصور میں انسان کی پوری زندگی اللہ کی بندگی اور اس کی مقرر کردہ اخلاقی حدود کے اندر بسر ہونی چاہیے۔

۲۔ جدید انسان: مقصد سے زیادہ حصول کا مسئلہ

جدید دنیا میں انسان کی کامیابی کو عموماً تعلیم، پیشہ، آمدنی، جائیداد، ٹیکنالوجی، سماجی مقام اور ذاتی آزادی جیسے پیمانوں سے ناپا جاتا ہے۔ یہ چیزیں بذاتِ خود قابلِ مذمت نہیں۔ اسلام علم، محنت، رزقِ حلال، قوت اور دنیا کی جائز نعمتوں سے منع نہیں کرتا۔ اصل سوال ترجیحات کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ (صحیح بخاری: ۱، صحیح مسلم: ۱۹۰۷)

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔"

اسلامی تصور میں ایک ہی ظاہری عمل کی قدر اس کے مقصد اور نیت سے بدل سکتی ہے۔ چنانچہ قرآن کا انسان دنیا کو چھوڑنے والا نہیں بلکہ دنیا کو مقصدِ زندگی کے تابع رکھنے والا انسان ہے۔

۳۔ قرآن کا انسان: عبد بھی، ذمہ دار بھی

قرآن انسان کو ایک طرف عبد قرار دیتا ہے اور دوسری طرف زمین میں ذمہ داری رکھنے والی مخلوق کے طور پر پیش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ (سورۃ البقرۃ:۳۰)

"بے شک میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

یہاں انسان کے اندر دو اہم پہلو سامنے آتے ہیں:

اللہ کے سامنے بندگی اور زمین پر ذمہ داری

یعنی قرآن کا انسان نہ دنیا سے فرار اختیار کرتا ہے اور نہ دنیا کو اپنا معبود بناتا ہے۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اپنے علم، قوت اور صلاحیت کو ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرتا ہے۔

۴۔ انسان کی عزت: قرآن کا بنیادی اصول

جدید دنیا میں انسانی حقوق، انسانی آزادی اور انسانی وقار کے تصورات پر بہت گفتگو ہوتی ہے۔ قرآن نے انسان کی تکریم کو بنیادی حقیقت کے طور پر بیان کیا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔ (سورۃ الإسراء:۷۰)

"اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی۔"

یہاں بنی آدم کا عمومی ذکر ہے۔ قرآن انسان کے بنیادی وقار کو اس کی محض انسانی نسبت سے بیان کرتا ہے۔ اس تصور کا نتیجہ یہ ہے کہ انسانی جان، عزت، مال اور حقوق کو پامال کرنا معمولی معاملہ نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے معاشرتی اخلاق کا ایک نہایت جامع اصول بیان فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔ (صحیح البخاری، حدیث ۱۳؛ صحیح مسلم، حدیث ۴۵)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

یہ اصول جدید معاشرے کے فرد پر ایک اہم اخلاقی سوال اٹھاتا ہے:

کیا میری آزادی دوسرے انسان کے حق سے شروع ہوتی ہے یا ختم؟

۵۔ قرآن کا انسان: جسم اور روح کا امتزاج

جدید مادّی تصور میں انسان کو زیادہ تر جسمانی، نفسیاتی یا سماجی وجود کے طور پر سمجھنے کے رجحانات پائے جاتے ہیں، جبکہ قرآن انسان کے اندر روحانی حقیقت کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي۔ (سورۃ ص:۷۲)

"پھر جب میں اسے درست کر دوں اور اس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں۔"

یہاں قرآن انسان کو صرف مادّی وجود سے آگے لے جاتا ہے۔ انسان کے اندر جسم بھی ہے، عقل بھی، ارادہ بھی اور روحانی نسبت بھی۔

اسی لیے صرف مادی وسائل میں اضافہ انسان کے تمام مسائل حل نہیں کرتا۔

۶۔ "احسنِ تقویم" اور انسان کی عظمت

قرآن کہتا ہے: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔ (سورۃ التین:۴)

"یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔"

لیکن اگلی آیات یہ بھی واضح کرتی ہیں کہ انسان اپنے مقام سے گر سکتا ہے:

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔ (سورۃ التین:۵۔۶)

"یعنی انسان کی عظمت صرف اس کی جسمانی یا ذہنی صلاحیتوں میں نہیں بلکہ اس کے ایمان اور عمل میں بھی ہے۔"

۷۔ جدید ٹیکنالوجی اور قرآن کا انسان

آج انسان نے ایسی ٹیکنالوجی پیدا کی ہے جس کا تصور گزشتہ نسلوں کے لیے تقریباً ناممکن تھا۔

مصنوعی ذہانت، انٹرنیٹ، خلائی تحقیق، جدید طب اور فوری مواصلات نے انسانی صلاحیتوں کے دائرے کو بہت وسیع کیا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے:

جس انسان کے ہاتھ میں اتنی طاقت آ گئی ہے، کیا اس کے اندر اتنی ہی اخلاقی ذمہ داری بھی پیدا ہوئی ہے؟

قرآن کا اصول ہے:

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ۔ (سورۃ البقرۃ:۶۰)

"اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔"

لہٰذا اسلامی نقطۂ نظر سے ٹیکنالوجی بذاتِ خود نہ خیر ہے نہ شر؛ اس کا اخلاقی پہلو اس بات سے متعین ہوتا ہے کہ انسان اسے کس مقصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یہی اصول آج مصنوعی ذہانت، سوشل میڈیا، ڈیجیٹل نگرانی، معلومات اور ذرائع ابلاغ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

۸۔ قرآن کا انسان اور وقت

جدید انسان کے پاس سہولتیں زیادہ ہیں، مگر وقت کے بارے میں شکایت بھی بہت ہے۔ قرآن نے ایک پوری مختصر سورت میں انسانی زندگی کے بحران کو بیان کر دیا:

وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ۔ (سورۃ العصر:۱۔۲)

"زمانے کی قسم! بے شک انسان خسارے میں ہے۔"

پھر نجات کے چار اصول بیان کیے:

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ (سورۃ العصر:۳)

"سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک عمل کیے، ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔"

گویا قرآن میں کامیاب انسان صرف مصروف انسان نہیں بلکہ:

ایمان، عمل صالح، حق، صبر کا حامل انسان ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

۹۔جدید انسان اور صارفیت

جدید معاشی نظام نے اشیاء کی پیداوار اور استعمال کو انسانی زندگی کا اہم حصہ بنا دیا ہے۔ مسئلہ وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں ضرورت خواہش میں اور خواہش شناخت میں تبدیل ہو جائے۔ اسلام انسان کو دولت حاصل کرنے سے منع نہیں کرتا، مگر دولت کو دل کا مالک بنانے سے روکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ۔ (جامع الترمذی، حدیث:۲۳۷۳)

"مال داری بہت زیادہ سامان رکھنے کا نام نہیں، اصل مال داری دل کی بے نیازی ہے۔"

یہ حدیث جدید صارفیت کے مقابلے میں قناعت، باطن اور حقیقی غنا کا تصور پیش کرتی ہے۔

۱۰۔قرآن کا انسان اور جدید تنہائی

آج انسان لاکھوں لوگوں سے ڈیجیٹل طور پر جڑا ہوا ہو سکتا ہے، مگر اس کے باوجود حقیقی تعلقات، خاندان اور معاشرتی قربت کے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ قرآن انسان کو اجتماعی مخلوق کے طور پر دیکھتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا۔ (سورۃ الحجرات:۱۳)

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے تقسیم کیا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔"

یہاں معاشرتی تنوع کو باہمی شناخت اور تعلق کا ذریعہ بنایا گیا ہے، تحقیر کا نہیں۔

۱۱۔فردیت کے مقابلے میں اجتماعی ذمہ داری

جدید انسان اپنے حقوق کے بارے میں بہت حساس ہے۔ اسلام بھی حقوق کی حفاظت کرتا ہے، مگر حقوق کے ساتھ فرائض بھی دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔

(صحیح البخاری، حدیث ۵۳۰۰؛ صحیح مسلم، حدیث ۱۸۲۹، جامع ترمذی، حدیث ۱۷۰۵)

"تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

اس اصول میں فرد، خاندان، معاشرہ اور قیادت سب کے لیے ذمہ داری کا تصور موجود ہے۔

۱۲۔قرآن کا انسان: تبدیلی کا آغاز اپنے اندر سے

قرآن اجتماعی اصلاح کا آغاز فرد کے باطن سے کرتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔ (سورۃ الرعد:۱۱)

"بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔"

یہ آیت محض سیاسی یا معاشی تبدیلی کا نعرہ نہیں بلکہ اندرونی اصلاح، ارادے اور کردار کی اہمیت بیان کرتی ہے۔

۱۳۔مضبوط انسان کا قرآنی و نبوی تصور

اسلام کمزور ارادے، بے عملی اور مایوسی کو مطلوب انسانی حالت نہیں سمجھتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ۔ (صحیح مسلم، حدیث ۲۶۶۴)

"طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے، اگرچہ دونوں میں خیر ہے۔"

پھر فرمایا: احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجَزْ۔ (صحیح مسلم، حدیث ۲۶۶۴)

"جو چیز تمہیں نفع دے، اس کے حصول کے حریص رہو، اللہ سے مدد مانگو اور عاجز نہ بنو۔"

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

یہ حدیث جدید دنیا کے لیے ایک جامع پیغام رکھتی ہے:
صلاحیت پیدا کرو، نفع بخش علم حاصل کرو، کوشش کرو، اللہ سے تعلق قائم رکھو اور ناکامی کے بعد مایوس نہ ہو۔

۱۴۔ دنیا: منزل یا راستہ؟

جدید انسان کے لیے دنیا اکثر آخری منزل بن جاتی ہے، جبکہ قرآن دنیا کو آخرت کی نسبت سے دیکھتا ہے:

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا۔ (سورۃ القصص:۷۷)

"اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس کے ذریعے آخرت کا گھر تلاش کرو اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھولو۔"

یہ آیت اسلامی توازن کی نہایت خوب صورت مثال ہے:
آخرت کو مقصد بناؤ، دنیا کو نظر انداز نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ۔ (صحیح البخاری، حدیث ۶۴۱۶)

"دنیا میں ایسے رہو جیسے تم اجنبی ہو یا مسافر۔"

۱۵۔ جدید آزادی اور اسلامی آزادی

جدید دنیا میں آزادی ایک بنیادی قدر ہے، مگر قرآن آزادی کو ذمہ داری سے جدا نہیں کرتا۔ اسلام انسان کو خواہشات کا غلام بننے سے آزاد کرتا ہے۔ اگر انسان ہر خواہش پوری کرنے کو آزادی سمجھ لے تو وہ بظاہر آزاد لیکن حقیقت میں اپنی خواہش، شہوت، شہرت، دولت یا معاشرتی دباؤ کا غلام ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے:

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ۔ (سورۃ الفرقان:۴۳)

"کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا؟"

لہٰذا قرآن کے نزدیک حقیقی آزادی صرف یہ نہیں کہ میں جو چاہوں کر سکوں؛ بلکہ یہ بھی ہے کہ میں اپنے نفس کی ہر خواہش کا غلام نہ بنوں۔

۱۶۔ اقبال اور قرآن کا انسان

اردو ادب میں علامہ محمد اقبال نے قرآن کے تصورِ انسان کو خودی، عمل، حریت، کردار اور بلند مقصد کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا۔ اقبال کے نزدیک زندہ انسان وہ ہے جو اپنی حقیقت کو پہچانتا، اپنے اندر قوت پیدا کرتا اور محض حالات کا غلام نہیں بنتا۔ وہ کہتے ہیں:

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تو آبجو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

اور:

ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے
کہ خاک زندہ ہے تو، تابعِ ستارہ نہیں

(اقبال، بالِ جبریل، غزل ۲۱، ص:۳۷۶)

یہ اشعار اقبال کی اس فکر کی نمائندگی کرتے ہیں جس میں انسان کو محض حالات کا تابع نہیں بلکہ ارادے، کردار اور مقصد رکھنے والی ہستی کے طور پر دیکھا گیا ہے۔
ایک اور مقام پر اقبال فرماتے ہیں:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

(اقبال، بانگِ درا، نظم "ایک پہاڑ اور گلہری")

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

یہ شعر فرد کی اخلاقی تعمیر اور اجتماعی زندگی کے باہمی تعلق کو واضح کرتا ہے۔

۱۷۔قرآن کا انسان اور جدید انسان: ایک تقابلی خاکہ

جدید دنیا کا غالب رجحان	قرآن کا انسان	پہلو
ذاتی کامیابی اور دنیاوی حصول	اللہ کی بندگی اور آخرت کی جواب دہی	مقصدِ زندگی
دولت، مقام، کارکردگی اور آسائش	ایمان، عمل صالح، تقویٰ اور فلاح	کامیابی
ذاتی انتخاب اور خود اختیاری	خواہشات سے آزادی، ذمہ داری	آزادی
بعض معاشرتی رجحانات میں مقصد و معیار	ذریعہ اور امانت	دولت
طاقت، ترقی اور معاشی مسابقت کا ذریعہ بھی	ذمہ داری اور معرفت کا ذریعہ	علم
پیداوار، رفتار اور کارکردگی کا وسیلہ	امانت اور آخرت کی سرمایہ کاری	وقت
فرد، شہری، صارف، کارکن وغیرہ	مکرم بندہ اور ذمہ دار مخلوق	انسان
حقوقِ فرد اور سماجی معاہدے پر زور	اخوت، عدل، حقوق و فرائض	معاشرہ
سہولت، پیداوار اور انسانی توسیع کا ذریعہ	اخلاقی مقصد کے تابع	ٹیکنالوجی
سیکولر تصورات میں عموماً دائرۂ زندگی سے باہر	حتمی جواب دہی	آخرت

یہ جدول کسی ایک جدید معاشرے کے ہر فرد کی مکمل تصویر نہیں بلکہ قرآن کے تصورِ انسان اور جدید دنیا کے بعض غالب فکری و معاشرتی رجحانات کا تقابلی خاکہ ہے۔

۱۸۔اصل مسئلہ ترقی نہیں، سمت ہے

یہاں ایک اہم وضاحت ضروری ہے۔اسلام جدید سائنس، طب، تعلیم، ٹیکنالوجی یا معاشی ترقی کا مخالف نہیں۔قرآن خود علم، غور و فکر اور کائنات میں تدبر کی دعوت دیتا ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ (سورۃ الزمر: ۹)

"کہہ دیجیے: کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟"

لہٰذا مسئلہ جدیدیت بمقابلہ اسلام نہیں بلکہ: ترقی کس کے لیے؟ کس مقصد کے لیے؟ کس اخلاق کے ساتھ؟ اور کس انجام کو سامنے رکھ کر ہے؟ ایک ایسا انسان جو ایٹم کو تقسیم کرنا جانتا ہو مگر اپنے غصے کو قابو نہ کر سکتا ہو، مریخ تک پہنچنے کی کوشش کر سکتا ہو مگر اپنے پڑوسی کے حقوق نہ پہچانتا ہو، ہزاروں لوگوں سے آن لائن رابطہ رکھتا ہو مگر اپنے والدین کے لیے وقت نہ نکالتا ہو، اس کے علم اور اخلاق کے درمیان ایک خلا باقی رہ جاتا ہے۔

۱۹۔قرآن کے انسان کی تکمیل: ایمان، علم، کردار

قرآن کا مطلوب انسان صرف عبادت گزار نہیں بلکہ صاحبِ کردار، صاحبِ علم، صاحبِ ذمہ داری اور صاحبِ مقصد انسان ہے۔اسی لیے قرآن ایمان کے ساتھ عمل صالح کو بار بار جوڑتا ہے۔سورۃ العصر میں بھی نجات کے لیے ایمان کے ساتھ عمل صالح، حق اور صبر کا ذکر ہے۔رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں بھی یہی جامع انسان سامنے آتا ہے:

عبادت میں اللہ سے تعلق، معاملات میں دیانت، معاشرت میں رحمت، دشمن کے ساتھ بھی اصول، خاندان میں محبت، علم میں وسعت، فیصلوں میں عدل، مصیبت میں صبر، کامیابی میں تواضع۔یہی جامعیت اسلامی تصورِ انسان کی اصل قوت ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

آج انسان کے ہاتھ میں پہلے سے زیادہ طاقت ہے، مگر طاقت کے ساتھ ذمہ داری بھی زیادہ ضروری ہو گئی ہے۔
آج انسان کے پاس پہلے سے زیادہ معلومات ہیں، مگر معلومات کے ساتھ حکمت بھی ضروری ہے۔
آج انسان کے پاس رابطے کے بے شمار ذرائع ہیں، مگر رابطے کے ساتھ اخلاص بھی ضروری ہے۔
آج انسان کے پاس دولت اور آسائش کے وسیع امکانات ہیں، مگر آسائش کے ساتھ قناعت بھی ضروری ہے۔
اور آج انسان نے کائنات کے بہت سے راز دریافت کر لیے ہیں، مگر سب سے اہم سوال اب بھی وہی ہے:
میں کون ہوں؟ مجھے کیوں پیدا کیا گیا؟ میری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور مجھے بالآخر کہاں لوٹ کر جانا ہے؟
قرآن انسان کو اس سوال کا جواب دیتا ہے۔ وہ انسان کو نہ صرف زمین پر چلنے والا جسم سمجھتا ہے، نہ صرف معاشی وجود، نہ صرف صارف، نہ صرف شہری؛ بلکہ اللہ کا بندہ، مکرم انسان، ذمہ دار مخلوق اور آخرت کا مسافر قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ۔ (صحیح البخاری، ۶۴۱۶)

"دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔"

اور قرآن کہتا ہے: وَالْعَصْرِ ○ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ۔ (سورۃ العصر: ۱-۳)
زمانہ گواہ ہے کہ انسان خسارے میں ہے، مگر وہ انسان نہیں جو ایمان، عمل صالح، حق اور صبر کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لے۔
پس مسئلہ یہ نہیں کہ جدید انسان کے پاس کیا کچھ ہے؛ اصل سوال یہ ہے کہ اس سب کچھ رکھنے کے باوجود اس نے اپنے آپ کو کتنا پہچانا ہے۔

حواشی

- القرآن الکریم، سورۃ المؤمنون، آیۃ: ۱۱۵
- القرآن الکریم، سورۃ الذاریات، آیۃ: ۵۶
- صحیح البخاری، (۲۰۰۱ء)، مترجم: مولانا محمد داؤد راز، جلد ۱، حدیث: ۱، ص: ۱۵۰، ۱۴۹، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور
- صحیح مسلم، (۱۹۹۸ء)، مترجم: مولانا وحید الزمان، جلد ۳، حدیث: ۱۹۰۷، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
- القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، آیۃ: ۳۰
- القرآن الکریم، سورۃ الاسراء، آیۃ: ۷۰
- صحیح البخاری، (۲۰۰۱ء)، مترجم: مولانا محمد داؤد راز، جلد ۱، حدیث: ۱۳، ص: ۱۲-۱۳، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور
- صحیح مسلم، (۱۹۹۸ء)، مترجم: مولانا وحید الزمان، جلد ۱، حدیث: ۴۵، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔
- القرآن الکریم، سورۃ صٓ، آیۃ: ۷۲
- القرآن الکریم، سورۃ التین، آیۃ: ۴-۶
- القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، آیۃ: ۶۰
- القرآن الکریم، العصر، آیۃ: ۱-۳
- جامع الترمذی، (۲۰۰۶ء)، مترجم: مولانا عبد الرحمن، جلد: ۴، کتاب الزہد، حدیث: ۲۳۷۳، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
- القرآن الکریم، سورۃ الحجرات، آیۃ: ۱۳
- صحیح البخاری (۲۰۰۱ء)، مترجم: مولانا محمد داؤد راز، جلد ۷، حدیث: ۵۳۰۰، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور
- صحیح مسلم، (۱۹۹۸ء)، مترجم: مولانا وحید الزمان، جلد ۳، حدیث: ۱۸۲۹، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
- جامع الترمذی، (۲۰۰۶ء)، مترجم: مولانا عبد الرحمن، جلد: ۴، کتاب الجہاد، حدیث: ۱۷۰۵، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
- القرآن الکریم، سورۃ الرعد، آیۃ: ۱۱

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No. 1 2026
ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

- صحیح مسلم،(۱۹۹۸ء)،مترجم:مولانا وحیدالزمان،جلد۳،کتاب القدر،حدیث:۲۶۶۴،مکتبہ رحمانیہ،اردو بازار لاہور
- ایضاً
- القرآن الکریم،سورۃ القصص،آیۃ:۷۷
- صحیح البخاری(۲۰۰۱ء)،مترجم:مولانا محمد داؤد راز،جلد۸،کتاب الرقاق،حدیث:۶۴۱۶،مکتبہ قدوسیہ،اردو بازار لاہور
- القرآن الکریم،سورۃ الفرقان،آیۃ:۴۳
- القرآن الکریم،سورۃ الزمر،آیۃ:۹
- محمد اقبال،علامہ،(۱۹۳۵ء)،بالِ جبریل،غزل نمبر ۲۱،ص:۳۷۶،اقبال اکادمی پاکستان،لاہور
- محمد اقبال،علامہ(۱۹۲۴ء)،بانگ درا،نظم:"ایک پہاڑ اور گلہری"،اقبال اکادمی پاکستان،لاہور
- القرآن الکریم،سورۃ الزمر،آیۃ:۹
- صحیح البخاری(۲۰۰۱ء)،مترجم:مولانا محمد داؤد راز،جلد۸،کتاب الرقاق،حدیث:۶۴۱۶،مکتبہ قدوسیہ،اردو بازار لاہور
- القرآن الکریم،العصر،آیۃ:۱۔۳

مصادر و مراجع

القرآن الکریم

- القرآن الکریم،سورۃ البقرۃ
- القرآن الکریم،سورۃ الرعد
- القرآن الکریم،سورۃ الاسراء
- القرآن الکریم،سورۃ المؤمنون
- القرآن الکریم،سورۃ الفرقان
- القرآن الکریم،سورۃ القصص
- القرآن الکریم،سورۃ صٓ
- القرآن الکریم،سورۃ الزمر
- القرآن الکریم،سورۃ الحجرات
- القرآن الکریم،سورۃ الذاریات
- القرآن الکریم،سورۃ التین
- القرآن الکریم،العصر

کتب حدیث

- صحیح البخاری،(۲۰۰۱ء)،،مترجم:مولانا محمد داؤد راز،جلد ۱،مکتبہ قدوسیہ،اردو بازار لاہور
- صحیح مسلم،(۱۹۹۸ء)،مترجم:مولانا وحیدالزمان،جلد۳،مکتبہ رحمانیہ،اردو بازار لاہور
- جامع الترمذی،(۲۰۰۶ء)،مترجم:مولانا عبدالرحمن محمد عثمانی،جلد:۴،مکتبہ رحمانیہ،اردو بازار لاہور

ادبی کتب

- محمد اقبال،علامہ،(۱۹۳۵ء)،بالِ جبریل،اقبال اکادمی پاکستان،لاہور
- محمد اقبال،علامہ(۱۹۲۴ء)،بانگ درا،اقبال اکادمی پاکستان،لاہور